ایک جگہ مصنف لکھتے ہیں: ''ہر بندۂ مومن کو علامہ اقبال کے اس مصرعے کا مصداق قرار دیا جاسکتا ہے'' ع لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب (ص ۱۳)۔ حالانکہ یہ اقبال کی نظم 'ذوق و شوق' کے اشعار ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عقیدت کا نذرانہ پیش کیا گیا ہے، نہ کہ 'ہر بندۂ مومن' کے لیے۔ 'جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علومِ قرآنی کے فروغ کا نقیب'___ اگر ان کمزوریوں/ تساہل سے مبرا ہو، تو یقیناً زیادہ مفید ہوسکتا ہے۔ (پروفیسر عبدالقدیر سلیم)

تذکرہ مولانا محمد حسن جان شہید، مرتبہ: مولانا عبدالقیوم حقانی۔ ناشر: جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد، نوشہرہ، سرحد۔ فون: ۲۰۱۸۵۷-۰۹۲۳۔ صفحات: ۶۱۶۔ قیمت: درج نہیں۔

علمِ دین حاصل کرنے والے لاکھوں سعادت مند ہیں، لیکن تفقہ فی الدین اور جرأتِ اظہار خال خال خوش نصیبوں کو حاصل ہوتا ہے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے فارغ التحصیل شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان شہید (م: ۲۰۰۷ء) ایسے ہی خوش نصیب انسان ہیں۔ وہ علم دین کی تدریس و تربیت کے ساتھ ملّی سطح پر بے لاگ موقف اختیار کرتے ہوئے رہنمائی کا فریضہ بھی ادا کر رہے تھے۔

وہ صاحب علم بھی تھے اور اجتماعی زندگی میں قائدانہ کردار ادا کرنے والے مجاہد بھی۔ انھوں نے بالخصوص آخری ایامِ زندگی میں بے خوف و خطر راست موقف اختیار کیا۔ ایک مغربی اسکالر نے لکھا: ''مولانا حسن جان نہایت صلح جو اور امن پسند شخصیت ہیں۔ وہ بندوق کے نہیں، مکالمے کے آدمی ہیں'' (ص ۴۷)۔ ''صوبہ سرحد کے طول و عرض میں خودکش حملوں پر مولانا انتہائی رنجیدہ تھے، اور سوات کے مولانا فضل اللہ کو بھی انھوں نے ہدایت کی تھی کہ وہ لال مسجد انتظامیہ کا راستہ اختیار نہ کریں۔ کیونکہ پاکستانی فوج اور عوام کو آپس میں لڑانے کا فائدہ صرف ہندستان اور امریکا کو ہوگا'' (ص ۵۷)۔ ''افسوس کہ مکالمے کی بات کرنے والے شخص کو ہم نے گولیوں کی زبان سے ضائع کردیا'' (ص ۳۲۰)۔ دراصل: ''وہ پاکستان میں خودکش حملوں کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ لال مسجد کے سانحے کا انھیں انتہائی دکھ تھا۔ انھیں اپنے ملک اور وطن سے والہانہ محبت تھی، وہ اپنے ملک کے خلاف کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہوتے تھے'' (ص ۴۸)۔ ''ان پر محدثانہ رنگ غالب تھا، اس لیے اتباعِ سنت بدرجۂ اتم موجود تھی'' (ص ۵۷)۔ ''احادیثِ ضعیفہ اور موضوعہ کی کتابوں کے